

## معاصر اسلامی بینکاری اور مسئلہ تورق (Tawuraq)

حافظ عبدالباسط خان\*

معاصر اسلامی بینکاری میں تورق (Tawuraq) کا استعمال روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ زیر نظر مضمون میں اس کے متعلق تمام ضروری ابحاث کو اجمالاً سمیٹا گیا ہے۔

لغوی تعریف:

تَوْرُقُ باب تَفْعَل سے مصدر ہے۔ اس کی اصل ورق ہے۔ ورق راء کے فتح کے ساتھ پتے کو کہتے ہیں جب کہ راء کے کسرہ کے ساتھ چاندی کو کہتے ہیں خواہ وہ ڈھالی ہوئی ہو یا نہ ہو۔

ورق سے باب افعال (اورق الرجل، آدمی مالدار ہو گیا) باب استفعال (استورق الرجل، آدمی نے مال طلب کیا) اور باب تفعّل (تورق الحیوان، جانور نے پتے کھائے) مستعمل ہیں۔ (۱)  
قرآن کریم کی آیت ﴿فَلْيَأْتُوا أَحَدَكُم بِوَرَقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ﴾ (۲)  
”تم میں سے ایک یہ چاندی کے سکے لے کر بازار جائے“

اور حدیث مبارکہ ”وفی الرقعة ربع العشر“ (۳) ”چاندی میں اڑھائی فیصد زکوٰۃ ہے“ میں یہ لفظ

استعمال ہوا ہے۔

اصطلاحی تعریف:

تورق بیع کی وہ قسم ہے جس میں نقد رقم کا ضرورت مند ایک شخص سے ادھار چیز مہنگے داموں خریدتا ہے اور پھر اسے بازار میں نقد قیمت پر (جو ادھار قیمت سے کم ہوتی ہے) کسی تیسرے شخص کے ہاتھ بیچ دیتا ہے اور نقد رقم حاصل کر کے اپنی ضرورت پوری کر لیتا ہے۔ چونکہ اسے نقد رقم (ورق یعنی چاندی) حاصل ہو جاتی ہے۔ اسی مناسبت سے اس معاملہ کو تورق کہہ دیتے ہیں۔ (۴)

جو شخص اس معاملہ کے ذریعے نقد رقم کا طالب ہو اسے متورق یا مستورق کہتے ہیں اور جو شخص اسے ادھار فروخت کرتا ہے اسے مؤرق کہتے ہیں۔

تورق کی متقارب اصطلاحات: تورق کے متقابل دو اصطلاحات اور مستعمل ہیں۔ توریق اور عینہ

توریق: توریق (Securitization) کا معنی سودی قرض حاصل کرنا ہے۔ (۵)

لیکچرار، شیخ زاید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

عینہ: عینہ بیع کی وہ قسم ہے جس میں نقد رقم کا ضرورت مند ایک شخص سے ادھار چیز منہنگے داموں خریدتا ہے اور پھر اسے اسی پہلے شخص کو نقد قیمت پر (جو ادھار قیمت سے کم ہوتی ہے) بیچ دیتا ہے۔  
 عینہ کی اقسام: عینہ کی مختلف اقسام فقہاء نے ذکر کی ہیں۔

۱- ایک ضرورت مند شخص کسی دوسرے شخص سے کوئی چیز ادھار خریدتا ہے اور پھر یہ خریدار اسی شخص کو یہی چیز نقد قیمت پر فروخت کر دیتا ہے۔ یہ نقد قیمت اس ادھار قیمت سے کم ہوتی ہے۔  
 تفہیم کی خاطر مزید اقسام کو مندرجہ ذیل مثالوں سے واضح کیا جاتا ہے۔

۲- زید، بیع عینہ کے ذریعے نقد رقم کا طالب ہے۔ خالد، عامر سے نقد قیمت پر چیز خریدتا ہے اور پھر خالد یہ چیز زید کو ادھار پر منہنگے داموں فروخت کر دیتا ہے اور پھر زید یہ چیز دوبارہ عامر کو نقد قیمت پر بیچ دیتا ہے۔

۳- زید ایک چیز ادھار خریدتا ہے اور ایک مہینہ میں قیمت کی ادائیگی طے پاتی ہے پھر زید یہی چیز اسی شخص کو جس سے خریدی تھی ادھار پر منہنگی فروخت کر دیتا ہے اور ادائیگی کے لئے ایک مدت طے کرتا ہے جو پہلی مدت سے کم ہوتی ہے۔

۴- زید خالد کو پندرہ روپے ادھار دیتا ہے۔ پھر دس روپے کی کوئی چیز اسے پندرہ روپے میں فروخت کر دیتا ہے اور وہی ادھار پندرہ روپے بطور چیز کی قیمت کے واپس لے لیتا ہے۔ یوں اصل پندرہ روپے زید پر ادھار رہ گئے۔

۵- زید اور خالد پہلے ایک سودی معاملہ پر متفق ہو جاتے ہیں اس معاملہ کی خاطر وہ عامر کے پاس جاتے ہیں۔ زید، عامر سے کوئی چیز خریدتا ہے اور خالد کو نقد قیمت پر فروخت کر دیتا ہے۔ خالد پھر زید کو ادھار پر منہنگے داموں فروخت کر دیتا ہے۔ زید پھر عامر کو وہی چیز واپس کر دیتا ہے اور عامر کے اس معاملہ میں تعاون کرنے پر کچھ رقم اسے دے دیتا ہے۔

اس پانچویں قسم کو عینہ ثلاثیہ کہتے ہیں اور وہ قسم جس میں چیز پہلے بائع کے پاس بغیر کسی واسطہ کے واپس چلی جاتی ہے اسے عینہ ثنائیہ کہتے ہیں۔ (۶)

عینہ کا حکم: عینہ کی یہ تمام اقسام جمہور فقہاء کے نزدیک ناجائز اور حرام ہیں، سوائے امام شافعی کے (مزید تفصیل آگے آ رہی ہے) کیونکہ یہ سودی معاملات کا دروازہ کھولتی ہیں۔ ابن قیم نے مذکورہ بالا پانچویں قسم کو تمام اقسام میں بدترین قرار دیا ہے کیونکہ اس میں دوسو سودی معاملہ کرنے والے تیسرے شخص کا واسطہ پیدا کر کے حرام کو حلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (۷)

تورق کی اقسام: تورق کی دو تقسیمات ہیں۔

تقسیم اول: تورق حقیقی: وہ تورق جس میں باقاعدہ بائع، مشتری اور تیسرا شخص معاملات حقیقت میں طے کرتے ہیں۔  
 تورق حقیقی دو عقود سے مرکب ہے۔

عقد اول میں نقد رقم کا ضرورت مند شخص کوئی چیز کسی سے مہنگی قیمت پر ادھار خریدتا ہے اور باقاعدہ قبضہ حاصل کرتا ہے۔

عقد دوم میں یہ ضرورت مند شخص اپنی مقبوضہ چیز کو بازار میں کسی تیسرے شخص کے ہاتھ خریدی ہوئی قیمت کی بہ نسبت سستی قیمت پر نقد بیچ دیتا ہے۔

یہ دونوں عقود حقیقت میں انجام پاتے ہیں۔

تورق صوری: یہ وہ قسم ہے جس میں محض صورت کوئی چیز ضرورت مند شخص خریدتا ہے اور بغیر قبضہ کے وہ محض ایک کاغذی کاروائی کے ذریعے بالواسطہ طور پر اس پہلے شخص کے کسی ایجنٹ یا جاننے والے کے ہاتھ بیچ دیتا ہے اور بیچتے وقت عموماً قبضہ بھی نہیں دلاتا اس لیے کہ خود اس کو بھی چیز پر حقیقی قبضہ حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے بائع اول اس مخصوص مشتری کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ فروخت کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

تقسیم دوم: تورق فردی: یہ وہی تورق ہے جس کا ذکر ”تورق حقیقی“ کے ذیل میں ہوا۔ چونکہ یہ عموماً افراد کے درمیان ہوتا ہے اور فرد اس سے متمتع ہو رہا ہوتا ہے اسلئے اسے تورق فردی کہا جاتا ہے۔

تورق منظم: یہ تورق کی وہ قسم ہے جس میں نقد کے ضرورت مند شخص کیلئے بائع تورق کے تمام امور کا اہتمام کرتا ہے چنانچہ ضرورت مند شخص جب بائع سے مہنگے داموں ادھار قیمت پر چیز خرید لیتا ہے تو یہی بائع اس شخص کی طرف سے وکیل بن کے اس کی چیز کو آگے نقد پر فروخت کر دیتا ہے اور خریدنے والے سے چیز کی قیمت لے کر ضرورت مند شخص کے حوالے کر دیتا ہے۔

بینکاری تورق: بینکوں کا تورق بھی تورق منظم ہی کی گویا ایک قسم ہے چنانچہ بینک متورق کی طلب پر بازار سے نقد چیز خرید کے متورق کو ادھار پر مہنگے داموں فروخت کر دیتا ہے اور پھر متورق کی طرف سے بطور وکیل کے اسی چیز کو کسی تیسرے شخص کے ہاتھ نقد کم قیمت پر فروخت کر کے رقم متورق کے اکاؤنٹ میں منتقل کر دیتا ہے یہ تیسرا شخص بینک ہی سے متعلق ہوتا ہے۔

تورق مقلوب: یہ بینکاری تورق ہی کی ایک قسم ہے۔ فرق اتنا ہے کہ اس میں بینک متورق ہوتا ہے اور بینک کا اکاؤنٹ ہولڈر بائع اول ہوتا ہے۔ وہ بینک کو ادھار پر مہنگے داموں چیز بیچتا ہے جو بینک ہی اولاً وکالہ انٹرنیشنل مارکیٹ یا نیشنل مارکیٹ سے خریدتا ہے اور بینک اس چیز کو کسی تیسرے شخص کے ہاتھ نقد فروخت کر دیتا ہے۔ یوں بینک کے پاس نقد رقم

(Liquidity) آجاتی ہے۔ (۸)

بینکاری تورق کی مشہور اقسام:

۱۔ جس کا ذکر بینکاری تورق کی تعریف کے ذیل میں گزرا۔

۲۔ جس کا ذکر تورق مقلوب کے ذیل میں گزرا۔

۳- کرنٹ اکاؤنٹ یا کریڈٹ کارڈ اکاؤنٹ ہولڈر سے اکاؤنٹ کھولتے وقت اس چیز پر دستخط لیے جاتے ہیں کہ جو یہی اس کا اکاؤنٹ ایک مقررہ رقم تک پہنچ گیا اسے توریق کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ اس معاملے سے بینک کا مقصد اپنے خسارہ جات کو پورا کرنا ہوتا ہے۔

۴- صلکوک شے مستاجرہ: بینک زمین وغیرہ عوام کو بیچتا ہے اور پھر ان سے لیز (lease) پر لے لیتا ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ زمین بائع یعنی بینک کو خرید شدہ رقم پر دوبارہ بیچ دی جائے گی۔ اس میں مقصود صاحب صلکوک کو زمین کا کرایہ دلانا ہے۔

۵- صلکوک منافع: یہ طویل المدت منافع کا صلکوک ہے جیسے عوام خرید بھی سکتے ہیں مگر اس شرط پر کہ منافع بائع اول ہی کو فروخت کرنا ہوں گے سالانہ کی بنیاد پر۔ دوبارہ بیچتے وقت قیمت بڑھادی جاتی ہے۔

توریق فردی کی مشہور اقسام:

۱- وہی جس کا تذکرہ توریق فردی کے تعارف کے ذیل میں آیا ہے۔ اس قسم کی انفرادیت یہ ہے کہ متوریق کی نیت کا کسی کو علم نہیں کہ وہ اس نیت سے ادھار خرید رہا ہے کہ اسے نقد پر فروخت کر کے اپنی ضرورت پوری کرے گا۔

۲- متوریق تاجر سے قرض مانگتا ہے وہ کہتا ہے کہ قرض کے لئے تو نقد رقم میرے پاس نہیں تم مجھ سے ادھار پر چیز خرید لو اور اسے بازار میں نقد پر فروخت کر دو۔ تاجر ادھار کی وجہ سے چیز کی قیمت میں اضافہ نہیں کرتا۔

۳- یہی دوسری صورت ہو مگر تاجر ادھار پر فروخت کی وجہ سے قیمت میں اضافہ کر دے۔ (۹)

توریق فردی اور توریق منظم (بشمول بینکاری توریق و توریق مقلوب) کے درمیان فروق:

۱- توریق منظم میں بائع، متوریق کے لیے نقد پر فروخت کرنے کے معاملے میں ایک واسطے کا کام دیتا ہے۔ جب کہ توریق فردی میں بائع کا بیع اور متوریق کے ساتھ تعلق ختم ہو جاتا ہے۔

۲- توریق منظم میں متوریق، نقد قیمت پر فروخت کردہ شے کی قیمت بائع سے حاصل کرتا ہے جب کہ توریق فردی میں متوریق شے کو بذات خود فروخت کر کے براہ راست قیمت مشتری سے حاصل کرتا ہے۔

۳- توریق منظم میں بائع اور مشتری دوم کے درمیان توریق کے معاملے کی ابتداء ہی میں اتفاق ہو جاتا ہے کہ مشتری دوم بیع کو فلاں قیمت پر خرید لے گا اور وہ مشتری دوم اس کا وعدہ اور التزام کرتا ہے۔ یہ اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ قیمتوں کی گرواٹ سے محفوظ رہا جاسکے جب کہ توریق فردی میں اس عمل کا نام و نشان نہیں

ہوتا۔ (۱۰)

## تورق فردی کے مجوزین و مانعین:

تورق کے جواز و عدم جواز کی بحث میں سب سے مقدم یہ امر ہے کہ آیا تورق فردی بھی جائز ہے کہ نہیں؟ ظاہر ہے کہ اگر تورق کی یہ قسم جواز و قبول کا درجہ حاصل کر سکی تو پھر ہی تورق منظم پر بحث کا دروازہ کھل سکے گا ورنہ معاملہ یہیں ختم ہو جائے گا۔

## تورق فردی اور فقہی مذاہب:

حنبلئ مسلك:- کہا جاتا ہے کہ تورق کا اول اول ذکر حنابلہ کے ہاں ملتا ہے۔ علمائے حنابلہ امام احمد سے تورق کے بارے میں دو قول نقل کرتے ہیں۔ ایک جواز کا اور دوسرا کراہت کا۔ تاہم علمائے حنابلہ کی تصریحات یہ واضح کرتی ہیں کہ جواز کا قول ہی مختار اور پسندیدہ ہے۔

”لو احتاج الی نقد، فاشتری ما یساوی مائة مائة و خمسين فلا باس، نص علیہ وهو المذهب، وعلیہ الاصحاح، وھی مسألة التورق“ (۱۱)

”یعنی اگر ایک شخص کو نقد کی ضرورت ہو اور وہ سو روپے کی چیز ایک سو پچاس میں خرید لے تو کوئی حرج نہیں اسی پر نص وارد ہوئی ہے یہی حنبلئ مذہب ہے اور اسی پر حنابلہ کا اتفاق ہے اور اسی کا نام تورق ہے۔“

”ولو احتاج انسان الی نقد فاشتری ما یساوی مائة مائة و خمسين فلا باس بذلك نص علیہ وھی ای هذه المسئلة تسمى مسألة التورق“ (۱۲)

اس عبارت کا مفہوم بھی مقدم الذکر عبارت کے مفہوم کے قریب ہے۔

ابن قدامہ جو حنبلئ مسلك کے معتمد شارح شمار ہوتے ہیں انہوں نے اگرچہ تورق کے عنوان سے مسئلہ کا ذکر نہیں کیا تاہم بیع عینہ کے ضمن میں اس کا تذکرہ کیا ہے کہ اگر مشتری اول بائع اول ہی کو دوبارہ فروخت نہ کرے نہ ہی اس کے کسی وکیل کو فروخت کرے تو پھر یہ بیع عینہ جائز ہے (۱۳)۔ ظاہر ہے کہ جس بیع کے جواز کا وہ فتویٰ دے رہے ہیں وہی بیع تورق ہے۔

البتہ امام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم تورق کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ ان کے اقوال و تحریرات سے جو امر مستفاد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بیع عینہ اور بیع تورق میں یہ امر مشترک ہے کہ متورق اور صاحب عینہ کا اصل مقصد اس بیع سے براہ راست استفادہ کرنا نہیں ہے بلکہ وہ اسے نقد رقم کے حصول کا ذریعہ بناتے ہیں اور اپنے ذمے زیادہ رقم بطور قرض اٹھا کے کم رقم بطور نقد حاصل کرتے ہیں اور یہ ربا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ یہاں ایک شے کو واسطہ بنانے کے باعث اس سود کا حصول مشکل بنایا گیا ہے اور سادہ سودی معاملہ میں سود کا حصول آسان ہوتا ہے گویا سود کے حصول کے لئے شے کا واسطہ اسے جائز نہیں کرے گا۔ اگرچہ یہ دونوں حضرات تسلیم کرتے ہیں کہ امام احمد سے اس

بارے میں دو روایتیں ہیں تاہم وہ جواز والی روایت کو مرجوح قرار دیتے ہیں۔ (۱۳)

معاصر مصنفین میں سے جو حضرات تورق منظم یا تورق فردی و منظم دونوں کے عدم جواز کے قائل ہیں، انہوں نے ان دو حضرات کے استدلال کو اپنے موقف کی تائید میں پر زور طریقے سے تفصیلاً پیش کیا ہے۔

شافعی مسلک: شافعی مسلک میں بیع عینہ بھی جائز ہے تاکہ بائع اول پابند کرے مشتری اول (صاحب عینہ) کو کہ وہ کم قیمت پر اسے ہی فروخت کرے۔ یہ مسلک شافعی کی وہ تعبیر ہے جو فیومی نے ذکر کی ہے۔ باقی خود امام شافعی (۱۵) اور ان کے مذہب کے متقدمین اصحاب اجتہاد بڑی شد و مد سے بیع عینہ کے جواز کا فتویٰ دیتے ہوئے اور اس کے جواز کا دفاع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

امام ماوردی نے بیع عینہ کے بائعین کا رد کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بجائے سود کے حصول کے لیے حیلہ ہونے کے، سود سے بچنے کا ایک حیلہ ہے۔

”واما الجواب عن قولهم انه ذریعة الی الربا الحرام فغلط بل هو سبب یمنع من الحرام وما منع من الحرام كان ندبا“ (۱۶)

امام نووی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ مشتری اول (صاحب عینہ) کے لیے بائع اول ہی کو دوبارہ فروخت کر دینا صحیح ہے خواہ یہ طریقہ اس شہر میں بطور عرف و عادت کے موجود ہو یا نہ ہو۔ (۱۷)

البتہ متاخرین شوافع مثلاً ذکر یا انصاری، شربینی اور ربلی وغیرہ نے بیع عینہ کی کراہت کا قول اختیار کیا ہے۔ (۱۸)

خلاصہ یہ ہے کہ جب متقدمین شوافعی اور خود امام شافعی عینہ کے جواز تک کے قائل ہیں تو وہ تورق کے بطریق اولیٰ قائل ہوں گے۔

مالکی مسلک: جہاں تک مالکی مسلک کا تعلق ہے تو جمہور کے ہاں جو بیع عینہ کی صورت ہے مالکیہ کے ہاں وہ قابل فسخ ہے جب تک بیع موجود ہے وہ اسے بیع الآجال کے تحت داخل کرتے ہیں۔ ابن رشد کی عبارت سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔

”فإذا باع الرجل سلعة بثمن الی اجل ثم ابتاعها منه بأقل من ذلك الثمن نقداً فسخت البيعتان جميعاً عن ابن الماجشون، وهو الصحيح فی النظر“۔ (۱۹)

البتہ ان کے ہاں عینہ کی صورت یہ ہے:

”إذا جاء شخص لآخر وقال له سلفنی ثمانین وارد لك مائة، فقال له هذا لا يحل ولكن ابیعلك سلعة قیمتها ثمانین بمائة فهذا من العینة المكروهة“۔ (۲۰)

”یعنی ایک شخص دوسرے سے سودی قرض مانگے تو وہ یہ کہے کہ یہ تو جائز نہیں البتہ میں تمہیں اسی روپے کی چیز سو روپے میں ادھار دے دیتا ہوں (تاکہ تم اسے نقد قیمت پر فروخت کر کے

رقم سے فائدہ اٹھا سکو) تو یہ صورت عینہ مکروہہ کی ہے۔“

اب مالکیہ کے ہاں بعض روایات تو وہ ہیں جن سے مطلقاً وہ تمام صورتیں ممنوع قرار پاتی ہیں جن میں بائع اول کو معلوم ہو کہ مشتری ادھار خرید شدہ چیز کو نقد فروخت کر کے رقم حاصل کر لے گا اور اپنی ضرورت پوری کر لے گا ہاں البتہ اگر وہ اس ادھار خرید شدہ چیز کو اپنے ذاتی استعمال میں لانا چاہے تو پھر فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں اس علی الاطلاق ممانعت کے باعث بعض معاصر مصنفین (سامی بن ابراہیم السویلیم اسلامک ڈیولپمنٹ بینک جدہ) کے نزدیک تورق بھی مالکیہ کے نزدیک عینہ کی طرح حرام قرار پاتا ہے۔

متعدد تحریرات اس علی الاطلاق ممانعت پر دلیل ہیں۔ بطور مثال ایک تحریر درج ذیل ہے۔

”قال مالك، ”لو باعه وهو ممن يعين، رواية زيت بعشرين، على ان ينقده عشرة، و عشرة الى اجل فلا خير فيه ان كان مبتاعها يريد بيعها“ (۲۱)  
 ”وهذا فيما يشتريه لبيعهه لحاجته الى ثمنه، فاما من يشتري لحاجته من ثوب تلبسه ودابة يركبها او خادماً يخدمه فلا باس بذلك كله“ (۲۲)

البتہ بعض معاصر مصنفین (مولانا محمد تقی عثمانی) کی رائے مختلف ہے۔ ان کی رائے یہ ہے کہ مالکیہ نے صراحتاً ”بیوع الآجال“ کے تحت تورق کی صورت کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس بعض جزئیات تورق کی اجازت پر دلالت کرتی ہیں۔

مندرجہ ذیل جزئیات قابل غور ہیں:

”وسئل مالك عن رجل ممن يعين يبيع السلعة من الرجل بثمان الى اجل، فاذا قبضها منه ابتاعها منه رجل حاضر كان قاعداً معهما فبعتها منه ثم ان الذي باعها الاول اشتراها منه بعد، وذلك في موضع واحد، قال: لا خير في هذا، وراه انه محلل فيما بينهما“ (۲۳)

”امام مالک سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو بیع عینہ کرتا ہے، وہ ایک کے ہاتھ ادھار چیز بیچتا ہے۔ خریدار جب چیز پر قبضہ کر لیتا ہے تو وہیں موجود شخص اس سے وہ چیز خرید لیتا ہے اور پھر وہ بائع اول کو چیز فروخت کر دیتا ہے اور یہ سارے معاملات ایک ہی مجلس میں منعقد ہوتے ہیں۔ امام مالک نے جواباً فرمایا اس معاملہ میں کوئی خیر نہیں ہے اور یہ تیسرا شخص ان کے درمیان گویا محلل ہے۔“

اس جزئیہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر یہ شے بائع اول ہی کو واپس نہ ہوتی بلکہ مشتری ثانی یہ چیز کسی اور کو

فروخت کر دیتا تو یقیناً یہ معاملہ جائز ہو جاتا۔

”قال عيسى! وسمعت ابن القاسم وسئل عن رجل اشترى من رجل سلعة بثمان الى اجل، ثم ان البائع امر رجلاً ان يشتري له سلعة بنقد و دفع اليه دنانيره فاشترها المأمور من المشتري باقل من الثمن الذي كان ابتاعها به المشتري، وقد علم المأمور ان الأمر باعها منه او لم

يعلم وقد فاتت السلعة قال لا خير فيه“ (۲۴)

عینلی کہتے ہیں کہ ابن قاسم کو میں نے سنا ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ ایک شخص دوسرے سے ادھار چیز خریدتا ہے پھر فروخت کنندہ ایک شخص کو حکم دیتا ہے کہ وہ خریدار سے وہی چیز نقد قیمت پر خرید لے اور وہ اسے اس مقصد کے لئے رقم بھی دے دیتا ہے پھر یہ شخص (مأمور) مشتری سے وہ چیز اس ادھار قیمت کے مقابلے میں کم قیمت پر خرید لیتا ہے حالانکہ اس مامور کو یہ تو علم ہے یا علم نہیں ہے کہ آمر نے یہ چیز اسی مشتری اول کو فروخت کی تھی۔ ابن قاسم نے فرمایا اس معاملہ میں کوئی خیر نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ اس معاملہ میں خیریت کا پہلو اسی لیے نہیں ہے کہ وہ چیز بائع اول کے پاس بالواسطہ پہنچ ہی گئی۔ اگر یہ آمر اس چیز کو خرید کے بازار میں کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دیتا تو ابن القاسم کا یہ جواب نہ ہوتا۔

چنانچہ امام دسوقی نے بیوع الآجال جو ممنوع ہیں ان کی پانچ اقسام ذکر فرمائی ہیں۔ ان میں سے متعلقہ قسم وہ ہے کہ دوسری مرتبہ فروخت کرنے والا وہی جو پہلی مرتبہ خریدنے والا ہے یا اس کا قائم مقام اور پہلی مرتبہ فروخت کرنے والا ہی ہے جو دوسری مرتبہ خریدنے والا ہے یا اس کا قائم۔ (۲۵)

امام قرائی نے فرمایا ہے کہ ہم اس صورت کو غلط سمجھتے ہیں کہ دوسری مرتبہ عقد بائع اول ہی کے ساتھ ہو۔ (۲۶)

چنانچہ ان تمام مندرجہ بالا تصریحات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مالکیہ کے ہاں تورق فردی جائز ہے۔  
حنفی مسلک: جہاں تک حنفیہ کا تعلق ہے تو اولاً ان کے ہاں متقدمین اصحاب ترجیح و تخریج نے تورق کو عینہ کی ہی کی ایک شکل بتلایا ہے۔

امام سرخسی لکھتے ہیں:

”وذكر عن الشعبي انه كان يكره ان يقول الرجل للرجل: اقترضني فيقول لا حتى ابيعك وانما اراد لهذا اثبات كراهية العينة، وهو ان يبيعه ما يساوي عشرة بخمسة عشر ليبيعه المستقرض بعشرة، فيحصل للمقرض زيادة وهذا في معنى قرض جر منفعة والاقراض مندوب اليه في الشرع، والغرر حرام، الا ان البعلاء من الناس تطرقوا بهذا الامتناع مما يذنبوا اليه، والاقدام على ما نهو عنه من الغرور“ (۲۷)

اسی طرح امام حسکفی بیع عینہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”ای بیع العین بالربح نسیمۃ لیبیعها المستقرض باقل لیقضی دینہ، اخترعه اکلۃ الربا وهو مکروه مذموم شرعاً لما فيه من الاعراض عن مبرۃ الاقراض“ (۲۸)

امام نسفی (۵۳۷ھ) (۲۹) اور امام زیلیعی (۴۳۳ھ) نے بھی عینہ کی تفسیر علی الاطلاق ذکر کی ہے جس میں

شے کے بائع اول کی طرف دوبارہ لوٹنے کی قید نہیں ہے بلکہ صراحتاً بازار میں فروخت کرنے کا ذکر ہے۔

”و صورته ان ياتي هو الي تاجر فيطلب منه القرض و يطلب التاجر الربح و يخاف من الربا، فيبيعه التاجر ثوبا يساوي عشرة مثلاً بخمسة عشر نسيئة لبيعه هو في السوق بعشرة، فيصل الي العشرة و يجب عليه للبائع خمسة عشر الي اجل“ (۳۰)

ان تمام تحریرات سے یہ امر واضح ہے کہ حنفیہ کے اکثر اصحاب متون نے تورق اور عینہ میں فرق نہیں کیا۔ البتہ عینہ کی تفسیر میں فتاویٰ ہندیہ میں دو صورتیں ذکر ہیں۔ ایک صورت تو وہی ہے جو عین تورق ہے جب کہ دوسری صورت ”عینہ ثلاثیہ“ کی ہے جو صفحات بالا میں عینہ کی پانچویں صورت کے تحت مذکور ہے۔ (۳۱)

رہا یہ امر کہ عینہ (بشمول تورق) کا حکم کیا ہے تو ان تمام مذکورہ بالا اصحاب متون نے اسے مکروہ (جو علی الاطلاق بولا جائے تو مکروہ تحریمی سے عبارت ہوتا ہے) قرار دیا ہے۔ امام محمد سے منقول ہے:

”هذا البيع في قلبي كما مثل الجبال ذميم اخترعه اكلة الربا“ (۳۲)

جب کہ دوسری طرف امام ابو یوسف سے اس کا جواز منقول ہے:

”وقال ابو يوسف؛ لا يكره هذا البيع، لانه فعله كثير من الصحابة و حمدوا على ذلك ولم يعنوه من الربا حتى لو باع كاغدة بالف يجوز ولا يكره“ (۳۳)

اسی طرح امام ابو یوسف سے یہ بھی منقول ہے کہ بیع عینہ قابل ثواب ہے:

”العينة جائزة ماجور من عمل بها كذا في مختار الفتاوى“ (۳۴)

عبد الواحد بن کمال المعروف ابن الہمام نے امام محمد کے کراہت کے قول کو عینہ ثلاثیہ و ثلاثیہ پر محمول کیا ہے (جس میں بیع، بلا واسطہ یا بالواسطہ بائع اول کی طرف لوٹ جاتا ہے) اور امام ابو یوسف کے قول جواز کو تورق پر محمول کیا ہے:

”ثم الذي يقع في قلبي ان ما يخرج الدافع ان فعلت صورة يعود فيها اليه هو او بعضه كعود الثوب او الحرير فمكروه والا فلا كراهة الا خلاف الاولى على بعض الاحتمالات كان يحتاج المديون فيأبى المسؤول ان يقرض بل ان يبيع ما يساوي عشرة بخمسة عشر الي اجل فيشتره المديون وبيعه في السوق بعشر حالة ولا بأس في هذا فان الاجل قابلہ قسط من الثمن، و القرض غير واجب عليه بل هو مندوب“ (۳۵)

ابن الہمام کے تورق اور عینہ کے درمیان اس فرق کو بقول ابن عابدین بہت سے متأخرین حنفیہ نے اختیار کیا ہے بلکہ قاضی خان جن کی ترجیح اقوال حنفیہ کے ہاں سب سے معتمد سمجھی جاتی ہے ان کا کلام بھی اس فرق کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ انہوں نے عینہ ثلاثیہ کے بارے میں کہا ہے:

”وهذه الحيلة هي العينة التي ذكرها محمد رحمة الله تعالى“ (۳۶)

نیز سودی قرض کے حصول کے لیے عوام میں رائج حیلوں کا انہوں نے تفصیل سے ذکر کیا ہے لیکن تورق کی

صورت کو ان کے ذیل میں ذکر نہیں کیا (۳۷)۔

لہذا یہ بات واضح ہے کہ حنفیہ کے ہاں تورق، عینہ سے خارج ہے۔

## اقوال فقہاء کا حاصل:

اقوال فقہاء کا حاصل یہ ہے کہ جمہور تورق کو جائز قرار دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ موسومہ فقہیہ کویتیہ نے بھی جمہور کی طرف جواز تورق کی نسبت کی ہے (۳۸) اور مجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ نے اپنے پندرہویں اجلاس (منعقدہ مکہ مکرمہ بتاريخ ۱۳۲۱ھ) کی پانچویں قرارداد میں جمہور کے قول جواز کی وجہ سے جواز کا فیصلہ کیا تھا۔ محقق کے نزدیک انفرادی سطح پر تورق کا معاملہ جائز ہے اسلئے کہ اس میں کوئی ناجائز عقد نہیں ہے۔

تورق فردی کے بارے میں مجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ کا فیصلہ:

اولاً: ان بیع التورق: هو شراء سلعة في حوزة البائع و ملكه، بثمن مؤجل، ثم يبيعها المشتري بنقد لغير البائع، للحصول على النقد، (الورق)

ثانياً: ان بیع التورق هذا جائز شرعاً، وبه قال جمهور العلماء، لان الاصل في البيوع الاباحة، لقول الله تعالى (واحل الله البيع وحرم الربوا) (البقرة: ۲۷۵) ولم يظهر في هذا البيع ربا، لا قصدا ولا صورة، ولان الحاجة داعية الى ذلك لقضاء دين او زواج او غيرهما

ثالثاً: جواز هذا البيع مشروط بان لا يبيع المشتري السلعة بثمن اقل مما اشتراها به على بائعها الاول، لا مباشرة ولا بالواسطة، فان فعل فقد وقع في بيع العينة المحرم شرعاً لاشتماله على حيلة الربا، فصار عقد محرماً“ (۳۹)

اس فیصلہ میں اولاً تورق فردی کی تعریف کی گئی ہے ثانیاً اس کی حدیث کا فتویٰ دیا گیا ہے اور دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ یہ بیع ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے نیز یہ کہ تورق میں صورتہ نہ ارادہ ربا ہے۔ ثالثاً یہ کہ اگر بیع بائع اول کے پاس دوبارہ آجائے تو یہ تورق نہیں بلکہ عینہ ہے جو جمہور کے نزدیک ناجائز ہے۔

## تورق منظم:

تورق منظم کا شیوع: تورق منظم کا شیوع ایک فطری امر ہے۔ اس لئے کہ علم الاقتصاد انسان کو ہمیشہ ایسے طریقوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے جن میں کم سے کم رسک (Risk) اٹھا کر زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کیا جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ سود کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کیونکہ اس میں بھی کاروبار کا رسک لئے بغیر، نفع و نقصان کے جھجوں کے بغیر ایک مناسب اضافہ حاصل ہو جاتا ہے۔

آج سے قریباً دس سال پہلے جب تورق پر فقہی بحث کا آغاز ہوا تھا اور مجمع الفقہ الاسلامی کے مندرجہ بالا فیصلہ کی وجہ سے اولاً سعودی بینکوں میں تورق کا آغاز ہوا تھا تو کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہی تورق فردی ایک دن تورق منظم کی شکل اختیار کر لے گا اور اسلامی مالیاتی اداروں (Islamic Financial Institution) کو اپنی پلیٹ میں لے لے گا۔

## تورق منظم، فقہاء سلف کی تحریرات کی روشنی میں:

یہ بات تو طے ہے کہ فقہاء سلف کے دور میں ”تورق منظم“ کی اصطلاحات موجود نہ تھی۔ یہ اصطلاح تو معاصر دور میں رائج ہوئی ہے البتہ تورق منظم کی حقیقت اور اصل فقہاء سلف کے ادوار میں بھی موجود تھی اور انہوں نے اس کے بارے میں اپنی تحریرات میں کافی مواد چھوڑا ہے۔ تورق منظم کے بارے میں چند تابعین و فقہاء کی آراء درج ذیل ہے۔

سعید بن المسیبؓ:

سعید بن مسیبؓ، تابعین میں سب سے بڑے عالم تھے اور صحابہ کرام کی زندگی میں فتویٰ دیتے تھے حتیٰ کہ عبد اللہ بن عمرؓ کو جب کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا تو فرماتے کہ سعید بن مسیب سے پوچھو کیونکہ وہ صالحین کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔

داؤد بن عاصم ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ میری بہن نے مجھ سے کہا تھا کہ میرے لیے بیع عینہ کا معاملہ کرنے کے لیے کسی کو تلاش کرو۔ میں نے ان سے کہا کہ میرے پاس گندم ہے۔ داؤد کہتے ہیں کہ پھر میں نے وہ گندم سونے کے بدلے میں ادھار انہیں فروخت کر دی اور انہوں نے اس پر قبضہ بھی کر لیا۔ پھر وہ مجھ سے کہنے لگیں کہ اب کوئی ایسا شخص تلاش کرو جو مجھ سے یہ گندم (نقد) خرید لے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں خود اسے آپ کی طرف سے فروخت کیے دیتا ہوں، چنانچہ میں نے یہ گندم ان کی طرف سے وکالت آگے فروخت بھی کر دی۔ پھر مجھے خیال ہوا کہ شاید اس معاملہ میں کوئی غلطی ہوئی ہے لہذا میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا تو وہ فرمانے لگے کیا تم ہی اس گندم کے اصل مالک نہ تھے۔ میں نے کہا کہ میں ہی اس کا اصل مالک تھا۔ آپ نے فرمایا:

”فذلك الربا محضا فخذ رأسمالك، وردد اليها الفضل“ (۴۰)

”یعنی یہ تو خالص سودی معاملہ ہو گیا تم اپنی اصل قیمت لے لو اور ادھار کے باعث جو زائد

طے ہوا تھا اسے واپس کر دو۔“

اس اثر پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ داؤد کی بہن نے نقد فروخت کیلئے محض انہیں وکیل بنایا تھا جیسا کہ تورق منظم میں بینک خود ہی قرض دار کی طرف سے وکیل بن کے نقد فروختگی کا معاملہ طے کرتا ہے مگر سعید بن مسیب نے اصل مالک اور قرض دار کو قرض خواہ کی طرف سے وکالت فروخت کرنے کے معاملہ کو سودی ہی نہیں خالص سودی معاملہ قرار دیا اور اصل قیمت سے زائد واپس کرنے کا حکم فرمایا۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ نے اسے ابواب العینہ الثانیہ کی بجائے دوسرے ابواب میں ذکر فرمایا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عینہ کی نہیں بلکہ تورق کی ہی کوئی صورت ہے جو یقیناً بمطابق جدید اصطلاح تورق منظم ہے۔

امام الحسنؑ بن یسار البصری:

حسن بصریؒ کبار تابعین میں سے ہیں۔ بصرہ کے مفتی تھے اور سعید بن مسیب کے بعد تابعین میں سب سے بڑے عالم سمجھے جاتے تھے۔

ابو کعب عبد ربہ بن عبید الازدی کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصری سے پوچھا کہ میں ریشم (جو عموماً اس دور میں بیع عینہ کے لیے استعمال ہوتی تھی) فروخت کرتا ہوں۔ اب کوئی دیہاتی مرد یا عورت (بیع عینہ کے تحت) وہ ریشم مجھ سے خریدتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے بازار میں اب تم ہی نقد فروخت کرو کیونکہ ہمیں بازار کے معاملات کا علم نہیں۔ حسن بصری فرمانے لگے:

”لا تبعه ولا تشتروه، ولا ترشده، الا ان ترشد الی السوق“ (۴۱)

”یعنی تم نہ تو اسے وکالتاً فروخت کرو نہ خریدو، نہ خرید کنندہ کی طرف ان کی رہنمائی کرو۔ ہاں صرف بازار کا راستہ بتا دو۔“

اسی طرح رزیق ابن ابی سلمی نے حضرت حسن سے ایسا ہی سوال پوچھا تو فرمایا:

”اذا ابعتہ، فلا تدل علیہ احداً، ولا تکون منہ فی شیء، اذفع الیہ متاعہ ودعہ“ (۴۲)

”یعنی نہ تو فروخت کرو نہ اور کسی طریقے سے مدد کرو بس ان کا سامان انہیں دو اور چھوڑ دو۔“

اس اثر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ادھار فروختگی کے معاملہ میں فروخت کرنے کے بعد بائع کو سختی کے ساتھ یہ حکم ہے کہ اس بیع کو نقد فروخت کرنے کیلئے وہ مشتری کو سوائے بازار کا راستہ بتانے کے اور کوئی رہنمائی بھی نہیں کر سکتا چہ جائیکہ وہ وکالتاً بیع کو فروخت کرے جیسا کہ تورق منظم میں ہوتا ہے نیز یہ کہ یہ ممانعت ایسی صورت میں بھی قائم رہے گی جب مشتری اول بازار کے معاملات سے بخوبی واقف نہ ہو۔

امام مالک بن انسؒ:

امام مالک بن انس کے بارے میں ابن القاسم لکھتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ ایک شخص سودینار کے بدلے میں ایک چیز ادھار فروخت کرتا ہے جب بائع اور مشتری میں معاملہ طے پا جاتا ہے تو خریدار فروخت کنندہ سے کہتا ہے کہ میری طرف سے اس چیز کو نقد پر فروخت کر دیجئے۔ اس سوال پر امام مالک نے فرمایا ”لا خیبو فیہ“۔ (۴۳)

یعنی اس میں کوئی خیر نہیں اور آپ نے اس سے منع فرمادیا۔

امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ:

امام محمد بن الحسن الشیبانی بیع عینہ کے مانعین میں شامل ہیں انہوں نے لکھا ہے:

”ولو باعہ لرحل، لم یکن ینبغی لہ ان یشتريہ باقل من ذلك قبل ان ینقد لنفسه ولا لغيره، بل ولا ینبغی للذی باعہ ان یشتريہ ایضاً باقل من ذلك، لنفسه ولا لغيره، لانه هو البائع“ (۴۴)

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے وکالتہ کوئی شے ادھار فروخت کرے تو اب شے کے مالک اصلی (موکل) کے لیے اور نہ ہی اس وکیل کے لیے جس نے شے کو فروخت کیا ہے یہ جائز ہے کہ وہ کم قیمت پر دوبارہ یہی شے اپنے لیے یا اپنے علاوہ کسی دوسرے کے لیے (مصلحتاً و وکالتاً) خرید کریں۔

یہ عبارت تورق منظم میں مورق (بائع اصلی) کے کسی بھی طرح دوسری مرتبہ ہونے والے معاملہ میں شمولیت کو منع کرتی ہے نیز نہ صرف مورق کے لیے بلکہ اس کے وکیل کے لیے بھی دوسری مرتبہ ہونے والے معاملہ میں شمولیت کو سختی سے منع کرتی ہے اگرچہ وہ کسی دوسرے کے لیے ہی شے کو کیوں نہ خرید کر رہا ہو۔

امام زبیلی نے بھی اسی طرح کی بات ذکر فرمائی ہے۔ انیز ابن عابدین نے بھی یہی بات ذکر فرمائی

ہے۔ (۴۵)

ان تمام عبارات بالا سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ:

i- تورق منظم فقہاء سلف کے ادوار میں بھی موجود تھا۔ پہلی صدی ہجری سے آج تک فقہاء کرام اس کی ممانعت کا حکم فرماتے رہے ہیں۔

ii- اس معاملہ میں اگرچہ مورق (بائع اول) کا متورق کے ساتھ توکیل کا معاملہ پہلے سے نہ بھی طے ہو، پھر بھی یہ معاملہ ناجائز رہے گا جیسا کہ سعید بن مسیب اور حسن بصری وغیرہ کے اقوال سے واضح ہے۔

تورق منظم یا تورق مصرنی کو مجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ نے بھی ناجائز قرار دیا ہے۔

تورق منظم کے بارے میں مجمع الفقہی الاسلامی کا فیصلہ:

”الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على رسول الله وعلى اله وصحبه، اما بعد: فان مجلس المجمع الفقهي الاسلامي برابطة العالم الاسلامي في دورته السابعة عشرة المنعقدة بمكة المكرمة، في الفترة من 19-23/10/1424هـ الذي يوافق: 13-17/12/2003م، قد نظر في موضوع: ”التورق كما تجر به بعض المصارف في الوقت الحاضر“

”وبعد الاستماع الى الابحاث المقدمة حول الموضوع، والمناقشات التي دارت حوله، تبين للمجلس أن التورق الذي تجر به بعض المصارف في الوقت الحاضر هو: قيام المصرف بعمل نمطي يتم فيه ترتيب بيع سلعة (ليست من الذهب أو الفضة) من أسواق السلع العالمية أو غيرها، على المستورق بثمن اجل، على أن يلتزم المصرف - اما بشرط في العقد أو بحكم العرف والعادة بأن ينوب عنه في بيعها على مشتر اخر بثمن حاضر، وتسليم ثمنها للمستورق-“

وبعد النظر والدراسة، قرر مجلس المجمع ما يلي:

أولاً: عدم جواز التورق الذي سبق توصيفه في التمهيد للأمر الآتية:

(1) ”أن التزام البائع في عقد التورق بالوكالة في بيع السلعة لمشتري اخر أو ترتيب من يشتريها

یجعلها شبيهة بالعينة الممنوعة شرعاً، سواء أكان الالتزام مشروطاً صراحةً أم بحكم العرف والعادة المتبعة۔“

(2) ”أن هذه المعاملة تؤدي في كثير من الحالات الى الاخلال بشروط القبض الشرعي اللازم لصحة المعاملة۔“

(3) ”أن واقع هذه المعاملة يقوم على منح تمويل نقدي بزيادة لما سمي بالمستورق فيها من المصرف في معاملات البيع والشراء التي تجري منه والتي هي صورية في معظم أحوالها، هدف البنك من اجرائها أن تعود عليه بزيادة على ما قدم من تمويل، وهذه المعاملة غير التورق الحقيقي المعروف عند الفقهاء، والذي سبق للمجمع في دورته الخامسة عشرة أن قال بجوازه بمعاملات حقيقية وشروط محددة بينها قراره، وذلك لما بينها من فروق عديدة فصلت القول فيها البحوث المقدمة۔ فالتورق الحقيقي يقوم على شراء حقيقي لسلمة بضمن اجل تدخل في ملك المشتري و يقبضها قبضاً حقيقياً وتقع في ضمانه، ثم يقوم ببيعها هو بضمن حال لحاجته اليه، قد يتمكن من الحصول عليه وقد لا يتمكن، والفرق بين الثمنين الآجل والحال زيادة لما قدم من تمويل لهذا الشخص بمعاملات صورية في معظم أحوالها، وهذا لا يتوافر في المعاملة المبينة التي تجريها بعض المصارف۔“

ثانياً: ”يوصي مجلس المجمع جميع المصارف بتجنب المعاملات المحرمة، امتثالاً لأمر الله تعالى، كما أن المجلس اذ يقدر جهود المصارف الاسلامية في انفاذ الامة الاسلامية من بلوى الربا، فانه يوصي بأن تستخدم لذلك المعاملات الحقيقية المشروعة دون اللجوء الى معاملات صورية تؤول الى كونها تمويلاً محضاً بزيادة ترجع الى الممول۔“

والله ولي، و صلى الله وسلم على نبينا محمد وآله وصحبه“

اس فيصلہ میں

(i) تورق منظم کی تعریف کی گئی ہے۔

(ii) تورق منظم کو بایں وجوہات ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

الف۔ بائع یعنی بینک کا دوبارہ نقد پر فروخت کرنے کے معاملہ میں متورق کی طرف سے وکیل بننا یا فروختگی کے

معاملہ کا انتظام کروانا اس تورق کو بیع عینہ سے مشابہہ بناتا ہے جو کہ حرام ہے۔

ب۔ بینکاری تورق میں اکثر شرعی قبضہ کی شرائط نہیں پائی جاتیں۔

ج۔ یہ معاملہ محض ایک کاروائی ہے جس میں بینک کم کے بدلے زیادہ حاصل کرتا ہے جو ظاہر ہے کہ سود ہی کی

ایک شکل ہے۔ مجمع الفقہی الاسلامی نے اپنے سابقہ فیصلے میں جس تورق کی اجازت دی تھی وہ تورق اور یہ

بینکاری تورق دو مختلف قسمیں ہیں اور ان میں واضح فرق ہے۔ وہاں حقیقی عقود انجام پاتے ہیں اور یہاں

محض صوری عقود انجام پاتے ہیں۔

(iii) نیز کہ اسلامی بینکوں اور مالیاتی اداروں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ ان تمام معاملات سے گریز کریں جو سود کے

مشابہ ہیں۔

## تورق مقلوب:

تورق مقلوب، اسلامی مالیاتی اداروں اور بینکوں میں مختلف ناموں ”مراجہ عکسیہ“ (Inverse Murabaha) براہ راست انویسٹمنٹ (Direct Investment)، انویسٹمنٹ بطریق وکالتہ (Proxy Investment) وغیرہ سے جاری ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ تورق منظم جس طرح عمیل کو نقد رقم فراہم کرنے کا ذریعہ ہے اسی طرح تورق مقلوب بینک کو نقد رقم میسر آنے کا ذریعہ ہے۔ یہاں عمیل مورق اور بینک متورق ہے اسی لیے اسے تورق مقلوب یعنی التا تورق یا تورق عکسی کہا جاتا ہے اور اسی لیے اسے مراجہ عکسیہ کہا جاتا ہے کہ اس میں عمیل دائن اور بینک مدیون ہے۔ نیز براہ راست انویسٹمنٹ اور انویسٹمنٹ بطریق وکالتہ بھی اسی لیے کہا جاتا ہے کہ عمیل بجائے خود خریدنے کے بینک کے واسطے سے خریدتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تورق مقلوب، روایتی سودی بینکاری میں جاری Term Deposit کے مقصد سے مختلف نہیں ہے۔ Term Deposit بھی ایک ایسا طریقہ ہے جس میں سودی بینک Depositer کی رقم ایک خاص مدت تک اپنے پاس رکھتا ہے اور پھر اسی میں بطریق سود اضافہ کر کے واپس کرتا ہے مثلاً ایک لاکھ روپیہ، ایک سال کیلئے رکھا گیا اور ہر ماہ پانچ سو روپیہ بطور سود ادا کیا جاتا رہا اور پھر مدت پوری ہو جانے کے بعد یہی ایک لاکھ واپس کر دیا گیا۔

تورق مقلوب میں بھی بینک اولاً عمیل کی طرف سے وکیل ہو کر ایک شے خریدتا ہے اور پھر خود ہی اسے عمیل سے ادھار پر خرید لیتا ہے اور قسطوں کی صورت میں عمیل کو ادائیگی کرتا رہتا ہے۔ دوسری طرف بینک اس خرید کردہ چیز کو فوری طور پر نقد پر فروخت کر دیتا ہے یوں بینک کو نقد رقم (Liquidity) حاصل ہو جاتی ہے۔

جس طرح تورق منظم کو حد جواز سے دائرہ ممانعت میں لانے والے اصل نقطہ تو وکیل تھا اسی طرح تورق مقلوب میں بھی محدود نقطہ یہی تو وکیل ہے۔ شریعت اسلامیہ حقیقی خرید و فروخت کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اس لیے کہ اس کے نتیجے میں ہزاروں منسلک افراد کو روزگار ملتا ہے جب کہ کاروبار کی وہ تمام اقسام جن میں لفظی کاروائی ہی ہو اور بیع اپنی جگہ سے منتقل تک نہ ہو ایسے کاروبار کی شدت سے ممانعت اور حوصلہ شکنی کرتی ہے۔

دوسرے ذریعہ سے جائزہ لیا جائے تو اسلامی بینکاری کی روح حقیقی کاروبار کا فروغ ہونا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ ایسا صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب اسلامی بینک فنڈز کے حصول اور استعمال کے لئے مثالی اسلامی طریقوں شرکت و مضاربت کو اپنائیں۔ لیکن کم قسمتی سے اسلامی بینکوں کو ان مثالی طریقوں کے استعمال میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں مراجہ، اجارہ اور دیگر عارضی طریقوں کا سہارا لینا پڑا۔ اسلامی بینکوں کی کاروائیوں پر

نظر رکھنے والے اداروں نے ان غیر مثالی طریقوں کو صرف اس لئے قبول کر لیا کہ نظام چلتا رہے لیکن بجائے اس کے کہ مثالی طریقوں کی طرف پیش رفت کی کوئی صورت نظر آتی، ان بینکوں نے روایتی بینکاری کے خاکہ (Frame Work) کو اسلامی رنگوں سے بھرنا شروع کر دیا اور اسلامی کی بجائے حیلوں اور رخصتوں پر مشتمل غیر سودی بینکاری کو اپنا مطمح نظر بنا لیا۔ نتیجہ وہی ہے جو سب کو نظر آ رہا ہے۔ مراہجے سے تجاوز کرتے ہوئے مراہجے عکسہ اور تورق سے تجاوز کرتے ہوئے تورق مقلوب ان اسلامی بینکوں کی پچھلی تین دہائیوں کی ترقی رپورٹ (Progress Report) ہے۔

**تورق مقلوب کے عدم جواز کی وجوہات:**

۱- تورق مقلوب اور مراہجے عکسہ، عام تورق اور مراہجے سے زیادہ نقصان دہ ہیں اس لئے کہ تورق منظم میں فروختگی کا معاملہ مکمل ہونے کے بعد عمیل بینک کو دوبارہ فروختگی کے لئے وکیل بنانا ہے جب کہ تورق مقلوب میں بینک کی توکیل ابتداء ہی میں شامل ہے گویا خرید و فروخت کے عقد اول ہی میں بینک وکیل بن چکا ہے۔

۲- نیز یہ کہ تورق منظم میں دائن (بینک) طرف ثالث سے نقد وصول کر کے مدین کو دیتا ہے جب کہ تورق مقلوب میں مدین (بینک) دائن کو (وکالۃ) فروختگی کے بعد نقد رقم دیتا ہے جو تہمت ربا کے لیے زیادہ مثبت ہے۔

۳- نیز یہ کہ جب مراہجے میں وعدہ کا التزام ممنوع ہے تو پھر تورق مقلوب یا مراہجے عکسہ میں اس کا التزام بطریق اولیٰ ممنوع ہونا چاہیے اس لئے کہ عام مراہجے میں نقد مؤجل کے مقابلے میں کوئی شے تو ہے جب کہ یہاں نقد حاضر کا نقد مؤجل سے معاوضہ ہے۔

۴- نیز یہ کہ تورق مقلوب میں جب بینک کی نیت ہی یہی ہے کہ وکالۃ خرید کر وہ شے اسی نے دوبارہ خریدنی ہے تو اس بات میں کیسے فرق کیا جائے گا کہ وہ وکالۃ شے خریدتے وقت موکل کی مصلحت کو مد نظر رکھ رہا ہے یا خود اپنی یعنی وکیل کی مصلحت کا خیال کر رہا ہے۔ قرائن و احوال اسی کی خبر دیتے ہیں کہ وہ اپنے ہی مفادات کی پرواہ کرے گا کیونکہ اسی نے بعد ازاں اسے خرید کرنا ہے اور پھر فروخت کرنا ہے۔

۵- پھر اس پر مستزاد یہ کہ بینکوں کے اکاؤنٹس میں رکھی جانے والی رقم پر بینک کا قبضہ امانت نہیں ہوتا بلکہ ضمانت ہوتا ہے جب تورق مقلوب میں عمیل و دائن کے اکاؤنٹ میں موجود رقم پر بینک کا قبضہ ضمانت ہے تو پھر بینک بطور وکیل، عمیل کی طرف سے شے کیسے خرید سکتا ہے کیونکہ وہ تو قرض دار بن چکا ہے پھر اس معاملہ کے اخیر میں بینک نے اولاً جس قدر رقم پر قبضہ کیا تھا اخیراً اس سے زیادہ رقم کا وہ قرض دار ہے اور یہی تو سود ہے مثلاً بوقت معاملہ صدیق کے اکاؤنٹ میں ایک کروڑ روپیہ تھا۔ یہ رقم بینک کے پاس بطور ضمانت کے ہے۔ بینک انٹرنیشنل مارکیٹ سے ایک کروڑ کی شے خریدتا ہے وکالۃ۔ پھر اصلۃً خود ہی اسے ایک کروڑ دس لاکھ

میں خرید لیتا ہے اور اب بینک جس کے پاس صدیق کے ایک کروڑ روپے تھے وہ صدیق کے ایک کروڑ  
 دس لاکھ کا مقروض ہو گیا اور یہی سود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام مالک نے تورق مقلوب سے منع فرمایا ہے۔  
 ”وَأَمَّا إِنْ أَعْطَى رَبَّ الْمَالِ لِمُرِيدٍ سَلَفٍ مِنْهُ بِالرِّبَا لِيَشْتَرِيَ بِهَا سَلْعَةً عَلَى مَلِكٍ رَبِّ الْمَالِ ثُمَّ  
 يَبِيعُهَا لَهُ فَهُوَ مَمْنُوعٌ“ (۴۶)

”ومن هذا الباب مسألة يفعلها بعض الناس، وهي ممنوعة، وذلك ان يدفع لبعض الناس  
 دراهم ويقول له اشترىها سلعة على ذمتي فاذا اشتريتها بعثتها منك بربح لاجل، ولا اشكال  
 في منع ذلك“ (۴۷)

”الا ان الوكيل في هذه المسألة هو المبتاع للطعام بالثمن الذي دفعه اليه موكله، فلا يجوز  
 ان يبيعه منه وان تحقق قبضه باكثر مما دفع اليه“ (۴۸)

خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ موکل کا قبضہ شے پر ہو جائے پھر بھی وکیل بالشراء کے لیے اب اپنی ہی وکالت خرید  
 کردہ شے کو دوبارہ اصلہ خریدنا جائز ہے اس لئے کہ اسے وکالت خریدنے کے لئے جتنی رقم دی گئی تھی اب اصلہ  
 خریدتے وقت اس سے زیادہ رقم کا قرض دار ہو گیا جو ناجائز ہے۔

تورق مقلوب کے بارے میں مجمع الفقہ الاسلامی مکہ مکرمہ کا موقف:

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، نبينا محمد، وعلى آله وصحبه،  
 أما بعد:

فان مجلس المجمع الفقهي الاسلامي برابطة العالم الاسلامي في دورته التاسعة عشرة  
 المنعقدة بمكة المكرمة في الفترة من ۲۲-۲۷ شوال ۱۴۲۸هـ الذي يوافق  
 ۳-۸ نوفمبر ۲۰۰۷م، قد نظر في موضوع: ”المنتج البديل عن الوديعة لأجل“، والذي  
 تجريه بعض المصارف في الوقت الحاضر تحت أسماء عديدة، منها: المرابحة العكسية،  
 والتورق العكسي أو مقلوب التورق، والاستثمار المباشر، والاستثمار بالمرابحة، ونحوها  
 من الأسماء المحدثة أو التي يمكن احداثها۔

والصورة الشائعة لهذا المنتج تقوم على ما يلي:

۱- توكيل العميل (المودع) المصرف في شراء سلعة محددة، وتسليم العميل للمصرف الثمن  
 حاضراً۔

۲- ثم شراء المصرف للسلعة من العميل بثمان مؤجل، وبهامش ربح يجري الاتفاق عليه۔

وبعد الاستماع الى البحوث والمناقشات المستفيضة حول هذا الموضوع، قرر المجلس  
 عدم جواز هذه المعاملة؛ لما يلي:

۱- أن هذه المعاملة مماثلة لمسألة العينة المحرمة شرعاً، من جهة كون السلعة المباعة ليست  
 مقصودة لذاتها، فتأخذ حكمها، خصوصاً أن المصرف يلتزم للعميل بشراء هذه السلعة  
 منه۔

۲- أن هذه المعاملة تدخل في مفهوم ”التورق المنظم“ وقد سبق للمجمع أن قرر تحريم

التورق المنظم بقراره الثاني في دورته السابعة عشرة، وما علل به منع التورق المصرفي من علل يوجد في هذه المعاملة-

٣- أن هذه المعاملة تنافي الهدف من التمويل الاسلامي، القائم على ربط التمويل بالنشاط الحقيقي، بما يعزز النمو والرخاء الاقتصادي-

والمجلس اذ يقدر جهود المصارف الاسلامية في رفع بلوى الربا عن الأمة الاسلامية، و يؤكد على أهمية التطبيق الصحيح للمعاملات المشروعة والابتعاد عن المعاملات المشبوهة أو السورية التي تؤدي الى الربا المحرم، فانه يوصي بما يلي:

١- أن تحرص المصارف والمؤسسات المالية على تجنب الربا بكافة صوره وأشكاله: امثالاً لقوله سبحانه ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾

٢- تأكيد دور المحامع الفقهية، والهيئات العلمية المستقلة، في ترشيد وتوجيه مسيرة المصارف الاسلامية: لتحقيق مقاصد وأهداف الاقتصادي الاسلامي-

٣- ايجاد هيئة عليا في البنك المركزي في كل دولة اسلامية، مستقلة عن المصارف التجارية، تكون من العلماء الشرعيين والخبراء الماليين: لتكون مرجعاً للمصارف الاسلامية، والتأكد من أعمالها وفق الشريعة الاسلامية-

والله ولي التوفيق وصلى الله على نبينا محمد واله وصحبه

اس فیصلہ میں اولاً تورق مقلوب کی تعریف کی گئی ہے اور پھر اسے بوجہ

(i) بیج عینہ کے مشابہ ہونے کے

(ii) تورق منظم ہی کی ایک شکل ہونے کے

(iii) محض ایک غیر حقیقی شکلی ہاتھوں کی تبدیلی کے ناجائز قرار دیا گیا ہے اور پھر (i) اسلامی بینکوں کو سودی

مشابہت والے اعمال اپنانے سے منع کیا گیا ہے۔ (ii) علمی و فقہی مجالس اور اداروں کو تاکید کی گئی ہے کہ

اسلامی بینکوں کی صحیح رہنمائی کا فریضہ انجام دیں (iii) ہر ملک میں مرکزی بینک میں ایک مستقل اسلامی

بینکاری کا شریعہ بورڈ قائم کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔

تورق (فردی، منظم و مقلوب) کے بارے میں مجمع الفقہ الاسلامی کا موقف:

قرار رقم ۱۷۹ (۱۹/۵)

بشأن التورق: حقیقہ، انواعہ (الفقہی المعروف والمصرفی المنظم)

ان مجلس مجمع الفقہ الاسلامی الدولي المنبثق عن منظمة المؤتمر الاسلامی المنعقد فی

دورته التاسعة عشرة فی امارة الشارقة (دولة الامارات العربية المتحدة) من ۱ الی ۵

جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ، الموافق ۲۶ - ۳۰ نيسان (ابريل) ۲۰۰۹م،

بعد اطلاعه علی البحوث الواردة الی المجمع بخصوص موضوع التورق: حقیقته، انواعه

(الفقہی المعروف والمصرفی المنظم)، وبعد استماعه الی المناقشات التي دارت حوله،

وبعد الاطلاع علی قرارات المجمع الفقہی الاسلامی التابع لرابطة العالم الاسلامی بمكة

المكرمة بهذا الخصوص، قرر ما يلي ٥:

أولاً: أنواع التورق وأحكامها:

- (١) التورق في اصطلاح الفقهاء: هو شراء شخص (المستورق) سلعة بثمن مؤجل من أجل أن يبيعها نقداً بثمن أقل غالباً الى غير من اشترت منه بقصد الحصول على النقد. وهذا التورق جائز شرعاً، شرط أن يكون مستوفياً لشروط البيع المقررة شرعاً.
- (٢) التورق المنظم في الاصطلاح المعاصر: هو شراء المستورق سلعة من الاسواق المحلية أو الدولية أو ما شابهها بثمن مؤجل يتولى البائع (الممول) ترتيب بيعها، اما بنفسه أو بتوكيل غيره أو بتواطؤ المستورق مع البائع على ذلك، وذلك بثمن حال أقل غالباً.
- (٣) التورق العكسي: هو صورة المنظم نفسها مع كون المستورق هو المؤسسة والممول هو العميل.

ثانياً: لا يجوز التورقان (المنظم والعكسي) وذلك لأن فيهما توطأوا بين الممول والمستورق، صراحة أو ضمناً أو عرفاً، تحايلاً لتحصيل النقد الحاضر بأكثر منه في الذمة وهو ربا. ويوصي بما يلي:

- (أ) التأكيد على المصارف والمؤسسات المالية الاسلامية باستخدام صيغ الاستثمار والتمويل المشروعة في جميع أعمالها، وتجنب الصيغ المحرمة والمشبوهة التزاماً بالضوابط الشرعية بما يحقق مقاصد الشريعة الغراء، ويجلي فضيلة الاقتصاد الاسلامي للعالم الذي يعاني من التقلبات والكوارث الاقتصادية المرة تلو الأخرى.

(ب) تشجيع القرض الحسن لتجنب المحتاجين للحو للتورق، وانشاء المؤسسات المالية الاسلامية صناديق للقرض الحسن.

اس فيصله میں اولاً تورق کی اقسام ثلاثہ (تورق فردی، تورق منظم، تورق مقلوب) کو ناجائز قرار دیا گیا ہے کیونکہ ان میں متورق اور مورق کے درمیان دکالت کا عنصر موجود ہوتا ہے۔ ثانياً اسلامی مالیاتی اداروں کو مقاصد شریعت سے ہم آہنگ طریقہ ہائے تمویل اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے اور قرض حسن دینے کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔

## اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا موقف

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے اپنے انیسویں سیمینار میں تورق کے متعلق درج ذیل تجاویز دیں۔

### تورق کا مسئلہ:

بعض دفعہ انسان کو نقد رقم کی ضرورت ہوتی ہے اور اسے کوئی قرض دینے والا نہیں ملتا لہذا وہ شخص کوئی مال ادھار زیادہ قیمت پر خرید کر کسی تیسرے شخص کے ہاتھ نقد کم قیمت پر فروخت کر دیتا ہے تاکہ اسے نقد رقم حاصل ہو جائے یہ صورت دور قدیم سے رائج ہے فقہاء حنابلہ کے یہاں اس صورت مسئلہ کے لیے تورق کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک دو علیحدہ عقد ہونے کی بناء پر یہ صورت جائز ہے۔ دور حاضر میں بعض اسلامی بنک اور مالیاتی ادارے

تورق کے نام سے بعض معاملات کرتے ہیں جن کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے، اس پس منظر میں غور و خوض اور بحث و مباحثہ کے بعد درج ذیل قراردادیں طے پائیں۔

- ۱۔ اگر کوئی اسلامی بینک یا مالیاتی ادارہ قرض لینے والے کے ہاتھ سامان زیادہ قیمت میں ادھار فروخت کر کے کم قیمت میں خود ہی یا اس کا کوئی ذیلی ادارہ خریدتا ہے تو یہ ناجائز ہے۔
- ۲۔ اگر بینک حقیقت میں خرید و فروخت نہیں کرتا بلکہ یہ صرف کاغذی کارروائی ہوتی ہے تو یہ شرعاً ناجائز ہے۔
- ۳۔ اگر اسلامی بینک قرض لینے والے کے ہاتھ اپنا کوئی سامان زائد قیمت میں ادھار فروخت کر کے بے تعلق ہو جائے اور خریدار اس سامان کو قبضہ میں لینے کے بعد اپنے طور پر کسی اسے شخص کے ہاتھ کم قیمت میں نقد فروخت کر دے جس کا اس بینک سے اس معاملہ میں کوئی تجارتی تعلق نہ ہو تو یہ صورت جائز و درست ہوگی۔

### خلاصہ بحث:

- ۱۔ تورق فردی ایک ایسا عقد ہے جس میں نقد رقم کا ضرورت مند شخص کسی شخص سے کوئی چیز منگے داموں ادھار خریدتا ہے اور پھر کسی تیسرے شخص کے ہاتھ سے داموں نقد فروخت کر دیتا ہے اور یوں نقد رقم حاصل کر کے اپنی ضرورت پوری کر لیتا ہے۔ یہ عقد جمہور علماء و فقہاء کے نزدیک ناجائز ہے۔
- ۲۔ بیع عینہ جس میں ادھار خرید کرنے والا دوبارہ بائع اول ہی کو نقد فروخت کر دیتا ہے، جمہور علماء کے نزدیک ناجائز ہے۔ اسی طرح تورق بھی ناجائز ہے۔
- ۳۔ تورق منظم وہ ہے جس میں باقاعدہ بائع اول متورق کے لیے نقد فروختگی کے معاملہ میں وکیل کے فرائض سرانجام دیتا ہے اور تورق مصرفی بھی اسی تورق منظم کی جدید صورت ہے جس میں بینک عمیل یعنی متورق کے لیے وکیل کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ یہ عقد ناجائز ہے اس لیے کہ اولاً یہ ربا کے مشابہ ہے اور ثانیاً اس میں قبضہ نہیں پایا جاتا۔
- ۴۔ تورق مقلوب جس میں بینک متورق اور عمیل مورق ہو جاتا ہے یہ بھی ناجائز ہے اور تورق منظم سے زیادہ قابل شناعیت ہے۔

## حواشی وحوالہ جات

- ۱- ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، ایران، قم، ۱۴۰۵ھ، ۱۰/۳۷۵۔
- ۲- الکہف، آیت: ۱۹۔
- ۳- بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الغنم۔
- ۴- الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، تحت ”تورق“، ۱۴/۱۳۷۔
- ۵- وھبہ الزحلی، الدكتور، التورق حقیقۃ و انواعہ (الفقہی المعروف والمصر فی المنظم)، ص: ۳ (مجموع الفقہ الاسلامی جدہ کے انیسویں سیمینار میں پیش کیا گیا مقالہ)۔
- ۶- (i) ابن رشد صفید، محمد، بدایۃ المجتہد، لاہور، المکتبۃ العلمیۃ، ۱۹۸۴ء، کتاب البیوع، باب فی بیوع الذرائع الربویۃ، ۲/۱۰۶-۱۰۷۔
- (ii) ابن تیمیہ، محمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاوی، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۰۵ء، کتاب البیوع، مسئلۃ التورق و مسئلۃ العینۃ، ص ۱۹۴-۱۹۷ جزء ۲۹۔
- (iii) خطاب، محمد بن عبد الرحمن، مواہب الجلیل شرح مختصر الخلیل، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۵ء، کتاب البیوع، فصل فی العینۃ، ۶/۱۹۳-۲۰۰۔
- (iv) ابن عابدین، محمد امین، رد المحتار علی الدر المختار، مکہ مکرمۃ، مکتبۃ مصطفیٰ احمد الباز، س۔ن، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب فی بیع العینۃ، ۵/۲۷۳۔
- (v) نووی، یحییٰ بن شرف، المجموع شرح المہذب، ۱۰/۱۵۳۔
- ۷- ابن قیم، تہذیب السنن، بیروت، المکتبۃ السلفیۃ، ۱۹۷۹ء، ۹/۳۴۷۔
- ۸- سعید بوہراؤۃ، التورق المصر فی، دراسۃ تحلیلیۃ نقدیۃ للآراء الفقہیۃ، ص ۹-۱۱۔
- (مجموع الفقہ الاسلامی جدہ کے انیسویں سیمینار میں پیش کیا گیا مقالہ)۔
- ۹- سعید بوہراؤۃ، التورق المصر فی، دراسۃ تحلیلیۃ نقدیۃ للآراء الفقہیۃ، ص ۹-۱۱۔
- ۱۰- سویلم، سامی بن ابراہیم، الدكتور، منتجات التورق المصر فیہ، ص ۲۳ (مجموع الفقہ الاسلامی کے انیسویں سیمینار میں پیش کیا گیا مقالہ)
- ۱۱- ابن مفلح، الفروع، ۴/۱۷۱۔
- ۱۲- السھوتی، منصور بن یونس، کشاف القناع، مکۃ المکرمۃ، مطبوعۃ الحکومتہ، ۱۳۹۴ھ، ۳/۱۷۵۔
- ۱۳- ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد، المغنی مع الشرح الکبیر، کتاب البیوع، باب المصرۃ و غیر ذلک، ۴/۲۷۷۔
- ۲۷۹۔
- ۱۴- مجموع الفتاوی، مسئلۃ التورق و مسئلۃ العینۃ، ۲۹/۱۹۶، تہذیب السنن، پاکستان، المکتبۃ الاثریۃ،

- ١٠٨/٥-١٠٩-١٠٩
- ١٥- شافعي، محمد بن ادريس، كتاب الام، بيروت، دار الكتب العلمية، ٢٠٠٢ء، كتاب البيوع، باب بيع الآجال، ٩٥/٣-٩٦
- ١٦- مادودي، علي بن محمد، الحاوي الكبير، مكتة كرممة، مكتبة دار الباز، ١٩٩٩ء، كتاب البيوع، باب الرجل يبيع الى اجل ثم يشتريه باقل من الثمن، ٢٨٩/٥
- ١٧- نووي، يحيى بن شرف، روضة الطالبين، بيروت، المكتبة الاسلامي، ١٤٠٥هـ، ٣/٣١٦-٣١٧
- ١٨- مثلاً ديكهن: شربني، محمد بن احمد، مغني المحتاج، بيروت، دار احياء التراث العربي، س-ن، كتاب البيوع، باب في بيع المنهي عنها وغيرها ١٣٩/٢
- ١٩- ابن رشد اكبر، محمد بن احمد، المقدمات المهدات، بيروت، دار العرب الاسلامي، س-ن، ٥٣/٢
- ٢٠- ابن قدامة، الشرح الكبير مع حاشية الدسوقي، مصر، عيسى يابي الحلبي، س-ن، كتاب البيوع، فصل ذكر فيه حكم بيع العينة، ٨٩/٣
- ٢١- ابن رشد، محمد بن احمد، النوادر والزيادات، ٩٢/٦
- ٢٢- محوله بالا
- ٢٣- ابن رشد اكبر، محمد بن احمد، البيان والتحصيل، بيروت، دار الغرب الاسلامي، س-ن، كتاب السلم والآجال الاول، ٨٩/٤
- ٢٤- ايضاً، كتاب السلم والآجال الثاني، تحت عنوان "ومن كتاب القطعان"، ١٤٦/٤
- ٢٥- الدسوقي، محمد بن عرفه، حاشية الدسوقي على الشرح الكبير، مصر، عيسى يابي الحلبي، س-ن، كتاب البيوع، فصل في بيع الآجال، ٤٤/٣
- ٢٦- قراني، احمد بن ادريس، الفروق، بيروت، دار المعرفة، س-ن، ٣/٢٦٨
- ٢٧- سرخسي، محمد بن ابي سهل، المبسوط، بيروت، دار المعرفة، س-ن، كتاب الصرف، باب القرض والصرف فيه، ٣٦/١٣
- ٢٨- هكفي، علاء الدين، الدر المختار مع رد المحتار، مكتبة مصطفي احمد، الباز، س-ن، كتاب الكفالة، مطلب بيع العينة، ٣٢٥/٥
- ٢٩- نسفي، عمر بن محمد، طلبية الطلبة في الاصطلاحات الفقهية، بيروت، دار الكتب العلمية، ١٤١٨هـ، كتاب البيع، تحت عنوان "العينة"، ص: ٢٠٦
- ٣٠- زيلعي، عبد الله بن يوسف، تبين الحقائق شرح كنز الدقائق، بيروت، دار الكتب العلمية، ١٤٢٠هـ، كتاب الكفالة، زير عنوان "فصل"، ٥٣/٥



- ٣١- شيخ نظام وجماعة علماء، الفتاوى الهندية (فتاوى عالمگیری)، بيروت، دارالكتب العلمية ١٤٢١هـ، كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة والارباح الفاسدة، ٣/٢٠٨-٢٠٩.
- ٣٢- رد المحتار، كتاب الكفالة، مطلب بيع العينة، ٥/٣٢٦.
- ٣٣- ايضاً، ٥/٣٢٥-٣٢٦.
- ٣٤- فتوى الهندية، ٣/٢٠٩.
- ٣٥- ابن همام، عبد الواحد، فتح القدير، مصر، دار احياء التراث العربي، س-ن، كتاب الكفالة، ٦/٣٢٢.
- ٣٦- رد المحتار، ٥/٣٢٦.
- ٣٧- قاضي خان، حسن بن منصور اوزجندی، فتاوى قاضي خان علي هاشم الهندية، كويت، مكتبته ماجديه، س-ن، ٥/٢٤٩.
- ٣٨- محوله بالا.
- ٣٩- الموسوعة الفقهية الكويتية، تحت عنوان "تورق" ١٣/١٣٤.
- ٤٠- قوارات المجمع الفقهي الاسلامي، ملة كرمته رابط العالم الاسلامي، ١٤٢١هـ، ص ٣٢١-٣٢٢.
- ٤١- (i) عبد الرزاق بن همام، المصنف، تحقيق و طباعت، حبيب الرحمن اعظمي، كتاب البيوع، باب الرجل يعين الرجل هل يشتريها منه او يبيعها لنفسه، حديث نمبر ١٥٢٤، ٨/٢٩٣، ٢٩٥.
- (ii) ابن ابي شيبة، المصنف، بيروت، دارالكتب العلمية، كتاب البيوع والاقضية، في الرجل يبيع الدين الى اجل، حديث نمبر ٢٩٠٢٩، ص ٢/٥٥٦-٥٥٤.
- ٤٢- عبد الرزاق، مصنف، حديث نمبر ١٥٢٤، ٨/٢٩٥.
- ٤٣- ايضاً، حديث نمبر، ١٥٢٤، ٨/٢٩٥.
- ٤٤- المدونة الكبرى، ٣/١٢٥.
- ٤٥- شيباني، محمد بن الحسن، الامام، كتاب الاصل، كراچي، ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، س-ن، كتاب البيوع، باب السلم، (باب نمبر ٩، باب العيوب في البيوع كلها) فقره نمبر ٤٣، ٥/٢٠٢.
- ٤٦- تبيين الحقائق، كتاب الكفالة، زير عنوان "فصل" ٥/٥٣.
- ٤٧- رد المحتار، كتاب الكفالة، مطلب بيع العينة، ٥/٣٢٦.
- ٤٨- حاشية الدرروقي، كتاب البيع، فصل في بيوع الآجال، ٣/٨٩.
- ٤٨- مواهب الجليل، كتاب البيوع، فصل في العينة، ٦/٢٠٠.
- ٥٠- البيان والتحصيل، كتاب السلم والآجال الثاني، من مسئلة القطان، ٨/١٣٤-١٣٨، ١٢/٣٣٥، النوادر والزوائد، ٤/٢٣٠.